رجسٹرڈ ڈایل نمبر ۷۰۶

خبر میں سکھوں اور آریوں میں تبلیغ اسلام کے اہم فرائض کو بجالانے والا اکیلا اخبار

جلد ۱۰ | ایڈیٹر شیخ محمد یوسف سابق سورن سنگھ وددوان | نمبر ۲۳

ایک ضروری اطلاع

KHILAFAT LIBRARY

سب سے پہلے مجھے پرچہ دیجئے

محترم ناظرین و معاونین! آپکا خادم ۲۰ سال بھر خدمت کے بعد ایک پرچہ کی رخصت لیتا ہے بفضل خدا اس سال کوئی پرچہ لیٹ نہیں ہوا۔ یکم ستمبر کے پرچہ کے بعد ۱۵ ستمبر کا اخبار شائع نہیں ہوگا۔ آئندہ ان شاء اللہ یکم اکتوبر کا پرچہ شائع ہوگا سالانہ رخصت اخبار کے شروع سال میں لینے سے یہ فائدہ رہتا ہے کہ ارسال شدہ وی پی پیکٹوں کے حساب و کتاب کے اندراج اور جدید سال کے رجسٹروں کی تیاری و ترتیب کے لیے عملہ کو مناسب موقع ملجاتا ہے۔ شروع اکتوبر ۱۹۱۰ء کو نور کے جن معاونین کا چندہ اخبار ختم ہے انکی خدمت میں سال آئندہ کا چندہ وصول کرنے کے لیے یکم اکتوبر کا پرچہ بھیجا جائیگا۔ بذریعہ وی پی بھیجا جائیگا۔ بذریعہ خط اس امر کی علیحدہ اطلاع نہیں دی جائیگی۔ اور جس صاحب کی طرف سے ۲۵ ستمبر تک منی آرڈر وی پی کی اطلاع نہیں آئے گی۔ سمجھ لیا جائیگا کہ وہ وی پی روانہ کرنے کی بوجہ خائیڈ اجازت مرحمت فرماتے ہیں۔ اس سے قبل باوجود پیشتر اطلاع دینے کے بھی نور کے وی پی واپس آتے رہے ہیں جس سے یہ حوصلہ شکن سلوک لسانا وقات کمر توڑنے کا موجب بنتا رہا ہے۔ نور کے لیے حضرت خلیفۃ المسیح ثانی کا ارشاد صاف ہے حضور فرماتے ہیں

"کام کرنے والوں کی اعانت کرنا ہر ایک احمدی کا فرض ہے اس میں کوئی شک نہیں کہ نور اپنا کام خوب اچھی طرح سے کر رہا ہے میں امید کرتا ہوں کہ ہماری جماعت اپنی فرض شناسی سے غافل نہ رہے گی اور ہر ایک احمدی نور کی اشاعت کو اپنا فرض خیال کرے گا"

سردست میں بھی پانچ خریداروں کی قیمت اپنے ذمہ لیتا ہوں

یہ اس سے بڑھکر اور کیا سفارش ہو سکتی ہے یقین ہے کہ تمام دوست اخبار نور کا وی پی وصول فرما کر دعا اور شکریہ کا موقعہ دیں گے۔ اور اسی پر اکتفا کر کے

نور کی توسیع اشاعت

میں پہلے سے زیادہ مربیانہ سعی کو کام میں لائینگے۔ کیونکہ شروع سال میں احباب کرام کو خریداری کی تحریک کرنا نسبتاً زیادہ موثر ہوتا ہے۔ نور جس خلوص قلب اور صدق نیت سے غیر مذاہب میں

پیارے اسلام

کی بجا آوری خدمت بجا لا رہا ہے وہ اپنی

نظیر آپ ہی ہے

دوست تو دوست دشمن بھی اس کے معترف ہیں یقیناً ایسے بیجا ھذ پرچہ کی اعانت کرنا گویا اپنی مدد آپ کرنیکے مصداق ہے ✤

✤ تین روپیہ ایک آنہ

KHALSAT LIBRARY

۱۹۰۲ء کی باہمتی ۱۹۱۹ء کے دسترخوان پر

اربعین سورۃ الفاتحہ کی طرف رجوع کر کے کہتا ہوں کہ اھدنا الصراط المستقیم میں انعمت علیہم کی راہ طلب کی گئی ہے۔ اور میں نے کئی مرتبہ یہ بات بیان کی ہے کہ انعمت علیہم میں چار گروہوں کا ذکر ہے۔ نبی صدیق۔ شہید۔ صالح۔ پس جبکہ ایک مومن یہ دعا مانگتا ہے تو اُن کے اخلاق اور عادات اور علوم کی درخواست کرتا ہے۔ اسپر اگر ان چار گروہوں کے اخلاق حاصل نہیں کرتا تو یہ دعا اس کے حق میں بے ثمر ہوگی اور وہ بے جان لفظ بولنے والا حیوان ہے یہ چار طبقے ان لوگوں کے ہیں جنھوں نے خدا تعالےٰ سے علوم عالیہ اور مراتب عظیمہ حاصل کیے ہیں۔ نبی وہ ہوتے ہیں جنکا تبتل الی اللہ اس حد تک پہنچ جاتا ہے کہ وہ خدا سے کلام کرتے ہیں اور وحی پاتے ہیں۔ اور صدیق وہ ہوتے ہیں۔ جو صدق سے پیار کرتے ہیں سب سے بڑا صدق لا الٰہ الا اللہ ہے اور پھر دوسرا صدق محمد رسول اللہ ہے وہ صدق کی تمام راہوں سے پیار کرتے ہیں اور صدق ہی چاہتے ہیں۔ تیسرے وہ لوگ ہیں جو شہید کہلاتے ہیں۔ وہ گویا خدا تعالیٰ کا مشاہدہ کرتے ہیں۔ شہید وہی نہیں ہوتا جو قتل ہو جاوے۔ کسی لڑائی یا وبائی امراض میں مارا جاوے بلکہ شہید ایسا قوی الایمان انسان ہوتا ہے جسکو خدا تعالیٰ کی راہ میں جان دینے سے بھی دریغ نہیں ہوتا۔ صالحین وہ ہوتے ہیں جنکے اندر سے ہر قسم کا فساد جاتا رہے۔ جیسے تندرست آدمی کو جب ہوتا ہے تو اسکی زبان کا مزا بھی درست ہوتا ہے پورے اعتدال کی حالت میں تندرست کہلاتا ہے۔ کسی قسم کا فساد اندر نہیں رہتا اسی طرح صالحین کے اندر کسی قسم کی روحانی مرض نہیں ہوتی۔ اور کوئی مادہ فساد کا نہیں ہوتا اس کا کمال اپنے نفس میں نفی کے وقت ہے اور شہید۔ صدیق۔ نبی کا کمال ثبوتی ہے شہید ایمان کو ایسا قوی کرتا ہے گویا خدا کو دیکھتا ہے صدیق عملی طور پر صدق سے پیار کرتا ہے اور کذب سے پرہیز کرتا ہے اور نبی کا کمال یہ ہے کہ وہ دائرے الٰہی کے نیچے آجاتا ہے بعض لوگ کہتے ہیں کہ یہ کمال دوسرے کو حاصل نہیں ہو سکتا اور مولوی یا علماء کہتے ہیں۔ پس ظاہری طور پر کلمہ پڑھ لے اور نماز روزہ کے احکام کا پابند ہو جاوے اس سے زیادہ ان احکام کے ثمرات اور نتائج کچھ نہیں اور نہ ان میں کچھ حقیقت ہے۔ یہ بڑی بھاری غلطی ہے اور ایمانی کمزوری ہے انھوں نے رسالت کے مدعا کو نہیں سمجھا سا اللہ تعالےٰ جو امورون اور مرسلون کو خلق اللہ کی ہدایت کے واسطے بھیجتا ہے۔ کیا اسلیے بھیجتا ہے کہ لوگ ان کی پرستش کریں؟

نہیں بلکہ انکو نمونہ بنا کر بھیجا جاتا ہے اسکی ایسی ہی مثال ہے جیسے بادشاہ اپنے ملک کے کارپردازوں کو کوئی تلوار دے تو اس کی مراد یہی ہے کہ وہ بھی تلوار بنانے کی کوشش کریں۔ اللہ تعالےٰ ان لوگوں کو جو مامور اور مرسل ہوتے ہیں اخلاق فاضلہ اور اوصاف حمیدہ سے متصف بناتا ہے اور دنیا کی طرف مامور کرتا ہے۔ تا لوگ انکے اخلاق اور کمالات سے حصہ لیں۔ اور اسی طرز و روش پر چلیں کیونکہ یہ لوگ اسوقت تک فائدہ پہنچاتے جبتک زندہ ہوں۔ گذرنے کے بعد تبتل ہو جاتا ہے۔ اس واسطے صوفی لوگ کہتے ہیں کہ زندہ بلی مردہ شیر سے بہتر ہوتی ہے۔ خدا تعالیٰ اپنے کلام میں فرماتا ہے الر۔ کتاب احکمت الآیتہ الف سے مراد جبرائیل اور ل۔ ر سے مراد رسل ہیں۔ چونکہ اس میں بھی یہی قصہ ہے کہ کونسی چیزیں انسانوں کو ضروری ہیں اس لیے فرمایا کتاب احکمت الآیتہ یہ کتاب ایسی ہے کہ اسکی آیات پکی اور استوار ہیں۔ قرآن کریم کی تعلیموں کو اللہ تعالیٰ نے کئی طرح پر مستحکم کیا تا کہ کسی قسم کا شک نہ رہے اور اسی لیے شروع ہی میں فرمایا لا ریب فیہ یہ استحکام کئی طور پر کیا گیا ہے۔

اولاً۔ قانون قدرت سے استواری اور استحکام قرآنی تعلیموں کا قانون قدرت سے کیا گیا۔ جو کچھ قرآن کریم میں بیان کیا گیا ہے قانون قدرت اسکو پوری مدد دیتا ہے۔ گویا جو قرآن میں ہے وہی کتاب مکنون میں ہے۔ اس کا راز انبیاء علیہم السلام کی پیروی کے بدوں سمجھ میں نہیں آسکتا اور یہی وہ سر ہے جو لا یمسہ الا المطہرون میں رکھا گیا ہے۔ غرض پہلے قرآنی تعلیم کو قانون قدرت سے مستحکم کیا ہے۔ مثلاً قرآن کریم نے اللہ تعالےٰ کی صفت وحدہٗ لاشریک بتلائی ہے جب ہم قانون قدرت پر نظر کرتے ہیں تو ماننا پڑتا ہے کہ ضرور ایک ہی خالق و مالک ہے کوئی اسکا شریک نہیں۔ عقل بھی اسے ہی مانتا ہے اور دلائل قدرت سے بھی اسی کا پتہ لگتا ہے کیونکہ ہر ایک چیز دنیا میں موجود ہے وہ اپنے اندر کروبیت رکھتی ہے۔ جیسے پانی کا قطرہ ہاتھ سے چھوڑیں تو وہ کروی شکل کا ہوگا۔ اور کروی شکل توحید کو مستلزم ہے۔ اور یہی وجہ ہے کہ پادریوں کو بھی ماننا پڑا کہ جہاں تثلیث کی تعلیم نہیں پہنچی۔ وہاں کے رہنے والوں سے توحید کی پرستش ہوئی۔ چنانچہ پادری فنڈر نے اپنی تصنیفات میں اس امر کا اعتراف کیا ہے۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر قرآن کریم دنیا میں نہ بھی ہوتا تب بھی ایک ہی خدا کی پرستش ہوتی۔ اس سے معلوم ہوا کہ قرآن کا بیان صحیح ہے۔ کیونکہ اسکا نقش انسانی فطرت اور دل میں موجود ہے۔ اور دلائل قدرت سے اوسکی شہادت ملتی ہے۔ برخلاف اسکے انجیلی تثلیث کا نقش نہ دل میں ہے نہ قانون قدرت اس کا مؤید ہے۔ یہی معنی ہے کتاب احکمت الآیتہ کے۔ قانون قدرت سے اسکی تعلیموں کو ایسا احکام اور استوار کیا گیا ہے کہ مشرک غیر مسلم کو بھی ماننا پڑا کہ انسان کے مادہ فطرت سے توحید کی بازپرس ہوگی۔

دوسری وجہ استحکام کی خدا تعالےٰ کے نشانات ہیں کوئی نبی کوئی مامور دنیا میں ایسا نہیں آیا جسکے ساتھ تائیدات الٰہی شامل نہ ہوں اور تائیدات اور نشانات ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ کے ساتھ بہت پرشوکت اور پرقوت تھے۔ آپ کے حرکات و سکنات میں کلام میں نشانات تھے گویا آپ کا وجود از سر تا پا نشانات الٰہی کا پتلا تھا۔

تلبیس ۱۔ احکام نبی کا پاک چلن اور راستبازی ہے۔ اور یہ منجملہ ان باتوں کے ہے جو عقلمندوں کے نزدیک امین ہونا بھی ایک دلیل ہے۔ جیسے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس سے دلیل پکڑی۔

(باقی آئندہ)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

KHILAFAT LIBRARY

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

سیتہ دھرم پرچارک غور کرے

"ربانی آریہ سماج کے شبہات کا قلع قمع" جو ایک سلسلہ مضامین نور میں شائع ہو رہا ہے۔ اس کے متعلق سیتہ دھرم پرچارک دہلی نے کچھ خامہ فرسائی کی ہے۔ جسکے جواب میں گذشتہ پرچہ نور میں ایک مضمون لکھ چکے ہیں اب ہم اصل سوالات کے نفس وجوابات لکھتے ہیں۔ اور زیادہ طول نہیں دینا چاہتے۔ جسکی دو وجہ ہیں۔

اول یہ کہ سیتہ دھرم پرچارک کے سوالات کوئی نئے سوالات نہیں جو خاص طور پر باریک تحقیق اور بڑے مضمون کے متقاضی ہوں۔ بعض باتیں تو بالکل ناقابل توجہ اور بیکار ہیں۔

دوسرے یہ کہ سیتہ دھرم پرچارک کا موجودہ سوالات ہمارے اصل مضمون سے زیادہ تعلق نہیں رکھتے ہیں۔ اس لیے اگر ہم طول دیکر جوابات دیں تو ہمیں اپنے نقطۂ مرکز اور محاذ سے ہٹ جانا پڑے گا جو ہرگز پسندیدہ نہیں۔ ہم اسے ناجائز سمجھتے ہیں۔ کیونکہ ایک غلط بحث ہوگا۔

اب ہم سیتہ دھرم پرچارک کے سوالات مع اپنے جوابات کے لکھتے ہیں اور کئی پرچوں کے متعدد سوالات کے جوابات ہم اسی ایک مضمون میں دیتے ہیں۔

سوال کیا وید کے ہوتے توریت اور زبور اور انکے ہوتے ہوئے انجیل اور لاطینی زبان اور انجیل ہوتے ہوئے قرآن اور عربی زبان کی سڑک بنانا یہ ڈبل غلطی نہیں۔

جواب جیسے ہر سال تازہ بارش کی ضرورت ہوتی ہے ویسی ہی ہمیشہ دنیا کی خشکی اور پژمردگی کے وقت خدا تعالیٰ وحی کی تازہ بارش کرتا ہے تاکہ دلوں کو تازہ اور جانوں کو زندہ بنائے۔

(۲) آریہ سماج مانتی ہے کہ ہر مہاپرلے کے بعد خدا ویدوں کو نازل کرتا ہے۔ اسکی کیا ضرورت ہے جو آپکا جواب ہے۔ وہی ہمارا جواب ہے۔

(۳) جب الہامی کتابوں میں تحریفات اور تاویلات نے اثر کیا۔ اور جیسا کہ چاہیئے محفوظ نہ رہیں اور لوگوں نے انکے صحیح معنی کو بگاڑ دیا تو خدا نے تازہ وحی کے ذریعہ اصلاح فرمائی۔

سوال آپنے جو عربی زبان کو دوسری زبانوں کی ماں کہا ہے اسے ڈاجیسٹ دظاہر تو کیجیے۔

جواب اس بحث پر جو کتابیں لکھی گئی ہیں وہ آپ ملاحظہ فرمائیں۔ یہاں تکرار کی حاجت نہیں۔ کم از کم یہ دو کتابیں ضرور ملاحظہ فرمائیں۔ منن الرحمن۔ آئینہ الالسنہ۔

سوال دنیا کی پیدائش حضرت آدم سے بتلاتے ہوئے بتلائیے تو سہی حضرت آدم کونسی زبان بولتے تھے۔

جواب عربی

سوال عربی زبان کس نے بنائی۔

جواب خدا کی تائید سے حضرت آدم اور آپکی اولاد نے۔

سوال اگر عربی زبان خدا نے بنائی تو پھر اسکے قرآن کی کیا ضرورت تھی۔

جواب قرآن شریف کوئی گرامر اور قواعد زبان سکھانے کیلئے تو نازل نہیں ہوا بلکہ اس کا اصل مقصد ہدایت اور اصلاح ہے گو قواعد زبان میں اسکے استعمالات شواہد و دلائل ہیں۔ پس قرآن کی ضرورت تو ہدایت و اصلاح کے لیے ہے جو قرآن کے ذریعہ سے دنیا میں اعلیٰ پیمانہ پر ظہور پذیر ہو چکی ہے۔

سوال مولوی صاحب آپ کہہ ہی نہیں سکتے کہ قرآن الہٰی کتاب ہے۔ آپ کہہ سکتے ہیں کہ قرآن میں لکھا ہے کہ رسول نے کہا اسلیے ہم اسے الہام کہتے ہیں۔

جواب ہاشہ جی۔ ایسی لغو باتیں بنانے کی ضرورت کیا ہے ہم دعوے سے کہتے ہیں۔ جو معیار کلام الہٰی کے پہچان کا ہو سکتا ہے۔ اسی کے موافق ثابت کر چکے اور ثابت کرتے ہیں۔ کہ قرآن کلام الہٰی کا ہے۔ آپ براہ مہربانی بیکار باتیں بنا کر وقت ضائع نہ کریں۔ ہمنے آپکی بہت سی لغو اور فضول باتوں کو نظر انداز کر دیا ہے۔

سوال قرآن بعید دلائل دینے سے اور دلیل کو رد کرتا ہے۔ بلکہ دلائل دینے والوں کو کافر کہتا ہے تو بذات خود ایسا پاپ کیوں کرنے لگا۔

جواب یہ غلط ہے بلکہ قرآن شریف تو دلیل کو کافر کہتا ہے جو سچے دلائل کو نہیں دیکھتے اور تعصب کی بنا پر انکار کیے جاتے ہیں۔ قرآن شریف نے خود دلائل دیئے ہیں اور دلائل پر غور کرنا فرض کیا ہے۔

سوال الہامی کتاب میں دلائل کا ذکر ہی ہو سکتا دلائل دینا تو انسان کا کام ہے۔

جواب بہت خوب اسی کو عقل کہتے ہیں۔

سوال اگر پاپیوں کو قرآن سے لابھ نہیں ہوتا تو پھر قرآن میں قرآن کی کوئی بھی ضرورت نہیں

جواب بہت لابھ ہے۔ لاکھوں ہیں جو پاپوں سے توبہ کر کے نیک ہو جاتے ہیں۔

سوال مسلمان یہ تو کہتے ہیں کہ وہ (خدا) ہدایت کرتا ہے اور دلیل کوئی بھی نہ دے صرف قادر مطلق۔

جواب آپ دلائل غور سے سنتے ہی نہیں اسکا کیا علاج۔ اگر حق کی تلاش اور دلائل کی پیاس ہو تو حضرت مسیح موعود کا لٹریچر متعلق آریت ملاحظہ فرمایئے۔

سوال وہ نیتی سے ہستی کرنے والا اور خدا ہو یہ اور خدا ہے جو پاپیوں کو ہدایت کرنے شکست (قادر) نہیں ہے۔

جواب توبہ کیجیے۔ ایسی مشرکانہ باتوں سے کیا فائدہ۔ خدا تمام جہان کا خدا ایک خدا ہے۔ آپ ایسی فضول باتیں کیوں کرتے ہیں خدا کے لیے یہ طرز تحریر ترک فرمایئے یہ ہماری آخری نصیحت ہے۔

ابو عبد المحفوظ الحق علی

خط و کتابت کرتے وقت چٹ نمبر کا حوالہ ضرور دیجئے ورنہ تعمیل معاف

شذرات

فضیلتِ ویدوں اور وید

آریہ گزٹ لاہور اپنے ۱۶ ساون کے اشو میں رگوید منڈل دس سوکت ۱۱۷ منتر پہلا کا ترجمہ کرتا ہوا لکھتا ہے۔

کہ یہ کبھی نہیں سنا گیا کہ خوب کھانے والے انسان نے ابدی زندگی پائی ہو۔ یہ صحیح بات ہے کہ زیادہ کھانا بہیمیت کی طرف راغب کرتا ہے اور کم کھانا روحانیت اور لطافت کی طرف لے جاتا ہے۔ اور اسی روحانی فلسفہ پر "اسلامی روزے" مبنی ہیں۔ خدا کی شان ہے کہ وہی آریہ گزٹ جو آئے دن اسلامی روزہ پر آوازے کسا کرتا تھا۔ اب خود اُسے اپنی زبان سے روزوں کی فضیلت کا اقرار کرنا پڑا۔ یہ سچائی کی ایک طاقت ہے۔

تردید تناسخ اور وید

ہمارے آریہ دوست آئے دن مسلمان عیسائیوں اور دیگر ہمو وغیرہ مسئلہ تناسخ پر بحث کیا کرتے ہیں۔ حالانکہ ویدوں میں تناسخ کی کہیں بھی تائید نہیں پائی جاتی بلکہ جابجا تردید ملتی ہے۔ اب یہی آریہ گزٹ اسی مذکورہ بالا منتر کا ترجمہ کرتا ہوا لکھتا ہے کہ

"وید منتر کہتا ہے کہ دینے والا دھن ختم نہیں ہو جاتا۔ ایک غریب بے کس اور بے بس کو کھانا دیتا ہے تو وہ ایک یتیم اناتھ کی پرورش کرتا ہے اسکی دولت ختم نہیں ہوتی۔ بلکہ بڑھتی ہے۔ ایک غریب کنگال رشتہ دار جسے زمانہ کی سختیوں نے تنگدست کر دیا ہے۔ آپ کے دروازے پر آتا ہے۔ اور آپ اُس سے منہ پھیر لیتے ہو یہ تم اپنے آپ پر بڑا بھاری ظلم کر رہے ہو۔ تمہارا بھاری مددگار کی مدد سے ہمیشہ کے لیے جواب لے رہے ہو خبردار ایسی غلطی کبھی نہ کرنا"

اب بظاہر دیکھنے کو تو یہ تعلیم نہایت ہی پیاری اور دلربا معلوم ہوتی ہے مگر ہے یہ تناسخ کے صریح خلاف۔ صاف ظاہر ہے کہ آریہ رشی عقائد آریہ

گذشتہ جنم میں کسی نے برے اعمال کئے اور ایشور نے بطور سزا انھیں یتیم یا غریب بنا دیا۔ اب اسکی اعانت کرنا آریہ عقائد کی رو سے ایشور کی منشاء کے صریح خلاف ہے۔ اور اسکی منشاء کے خلاف قدم اٹھانا ایک اور گناہ ہے۔ باقی توبہ کے ہمارے آریہ دوست قائل نہیں ہیں کہ ایشور سے توبہ قبول کرکے پہلے گناہ معاف کرا دیجیے ہوں اور وہ مستحق ہمدردی ہو۔

KHILAFAT LIBRARY

اشاعت ہندی

سوامی سیتہ دیو اور مسٹر دیوی داس گاندھی مدراس سٹیم مچھلی پٹم کمبھ کونم اور ترچناپلی وغیرہ علاقوں میں بڑے زور شور سے ہندی کا پرچار کر رہے ہیں کیونکہ وہ جانتے ہیں کہ ہندی کا پرچار صریح ہندو مذہب کی اشاعت ہے۔ مگر اس کے مقابلہ میں ہم مسلمان کیا کر رہے ہیں۔ عیاں راچہ بیاں

بولو شدھی کی جے

۱۶ ساون کا آریہ گزٹ لکھتا ہے کہ ۳ ساون سنہ ۱۹۷۶ بکرمی کے آریہ گزٹ میں مہاشہ ہرنام داس جی مختری آریہ سماج اوڈرائچے پور کی طرف ایک خبر شائع ہوئی تھی۔ کہ مہاشہ صاحب ترلوک چند نے ایک یتیم لڑکی سے شادی کی تھی۔ اور مہاشہ ترلوک چند جنجی بخار سے فوت ہو گئے۔ اور اپنے پیچھے ایک لڑکا چھوڑ گئے۔ لیکن مہاشہ ترلوک چند جی کے رشتہ دار اب اس بچہ کو ناجائز قرار دیتے ہیں۔

ہمارے آریہ دوستوں کو شدھی کا تو بڑا شوق ہے مگر وہ اسکے حال سے قطعی بے خبر ہیں۔ ہندوؤں کے ہاں ایک قانون ہے کہ کوئی اپنی قومیت سے الگ ہو کر دوسری قوم میں شادی نہیں کر سکتا۔ اور اگر کرے تو اولاد ناجائز ہوگی۔ یہی وجہ ہے مہاشہ ترلوک چند کی برادری اسکی اولاد کو ناجائز قرار دیتی ہے اب ایسی شدھی سے کیا فائدہ جس سے اولاد ہی محروم الارث ہو جائے۔ یہ کیوں محض اسلیے کہ آریہ سماج کے بزرگان اسلاف میں تحریک شدھی کا کوئی نمونہ نہیں ملتا۔ اور آریہ سماج نے محض مسلمانوں کے مقابلہ میں شدھی کا ادارہ قائم کیا۔ مگر نقل کو اصل سے کیا نسبت۔

چیونٹیوں کے دفعیہ کا علاج

بعض مقامات میں اس قدر چیونٹیاں پائی جاتی کہ کھانا پینا۔ بیٹھنا اٹھنا دشوار ہو جاتا ہے ان کے دفعیہ کرنے کا ایک علاج یہ بھی ہے کہ اول ہلدی کو پانی میں خوب پیس کر چند گھنٹہ پانی میں بھگو کر۔ چیونٹی کے بل کھود کر اسپر اسے ڈالدیں۔ نیز بل کو راکھ سے بھرنے یا دھاپنے سے بھی چیونٹیاں بھاگ جاتی ہیں تیسرے پیاسا ہو اسہاگہ اگر بل پر چھوڑ دیا جائے ،،،،،،،، تو بھی چیونٹیاں رفو چکر ہو جاتی ہیں۔ اس کے علاوہ گول مرچ کا سفوف یا چند قطرے روغن تارپین انمار لوں و دیگر مقام پر چھڑکنے سے چیونٹیاں نہیں آتیں۔ رائی و گندھان کا سفوف بھی یہی حکم رکھتا ہے۔

گوشت چھوڑنے سے ایک آدمی کی تنخواہ پچاس سے چار سو ہو گئی۔

ہمارے آریہ دوست بعض اوقات ایسی مضحکہ خیز بات لکھدیتے ہیں جسے سنکر کوئی متین سے متین آدمی بھی اپنی ہنسی کو ضبط نہیں کر سکتا بطور مثال آریہ گزٹ اپنے ۱۶ ساون کے پرچہ میں لکھتا ہے کہ

"مسٹر لارنس اپنی تازہ چٹھی میں لکھتے ہیں کہ مانس چھوڑنے سے انھیں بڑا بھاری فائدہ پہنچا ہے چنانچہ انکی تنخواہ پچاس سے پونے چار سو روپیہ ہو گئی ہے۔

اب غور کرو کہ یہ کیسی مضحکہ خیز بات ہے حالانکہ جسقدر گوشت نہ کھانے والے ہیں وہ سب محکوم ہیں اور گوشت کھانے والے حاکم یہ صریح اور بدیہی مشاہدہ ہے۔ اب کوئی آریہ گزٹ کے ۵۰ اور چار سو کو کیا کرے۔ خود سوامی دیانند صاحب لکھتے ہیں ستیارتھ صفحہ ۶۱۱

سوغتنیاں۔ قربانیاں چڑھانے کا ذکر ہونے سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ باتیں ویدوں سے بائبل میں گئی ہیں۔ اب اس شہادت سے بڑھکر اور کیا شہادت ہو سکتی ہے جبکہ رشی

KHILAFAT LIBRARY

منی بھی سوختی قربانیاں کیا کرتے تھے اور بجائے ان کے کیا ان میں بھی آنے۔

وہ ویدوں کے گیاتا اور رشی منی اور عارف بن گئے

ادنیٰ اقوام کے ۳۷ گاؤں کس طرح عیسائی بنے؟

مسافر آگرہ لکھتا ہے کہ پنڈت جی لکھتے ہیں کہ ۳۰ گاؤں کے چمار عیسائی نہیں ہوئے بلکہ ۳۷ گاؤں کے کل چمار عیسائی ہو گئے ہیں

اور عیسائی بھی معمولی طریقہ سے نہیں ہوئے بلکہ ۳۷ کے ۳۷ گاؤں کے چماروں نے ملکر ایک بڑا جلسہ کیا۔ سناتنی پنڈتوں کو بھی بلایا۔ اور اپنی ذاتوں کے عام ہندوؤں کی موجودگی میں بڑی دھوم دھام کے ساتھ پادریوں سے بھرے حلیہ میں بپتسمہ لیا گئی ایک چمار خاندان ان میں سے ایسے بھی ہیں جو بڑے مالدار و ذی رسوخ ہیں اور ابھی ابھی ان میں سے کئی دولت مند لوگ جگناتھ جی کی یاترا کے واپس لوٹے تھے۔ پنڈت جی نے عیسائی شدہ چماروں کے کئی ایک لیڈر ٹائپ آدمیوں کے ساتھ بات بھی کی۔ اور ان سے بپتسمہ لینے کا سبب دریافت کیا۔ جسکے جواب میں ان لوگوں نے ایک زبان ہو کر یہی کہا کہ ہم ہندوؤں کے اپنا چماروں سے تنگ آکر عیسائیوں کی شرن لینے پر مجبور ہوئے ہیں۔ یہ اقتباس اس لیے دیا گیا ہے کہ مسلمان غور سے پڑھیں کہ یہ اچھوت اقوام جو ہندوؤں سے آزردہ ہو چکی ہیں درحقیقت مسلمانوں کا شکار تھیں کیونکہ دنیا میں اسلام ہی ایک ایسا مذہب ہے جو ادنیٰ سے ادنیٰ لوگوں کو بھی مسلمان ہونے پر مساوات دیتا ہے۔ اور ایسے نومسلموں کو حقیقی معنوں میں اپنے گوشت کا پوست سمجھتا ہے۔ مگر مسلمانوں نے توجہ نہ کی جسکا یہ نتیجہ ہو رہا ہے کہ ہر ماہ ہزاروں ایسے لوگ عیسائی۔ یا آریہ مذہب میں جا رہے ہیں۔

پھٹکری کے فوائد

پھٹکری سفید کی کھیل پانی میں حل کر کے رکھ چھوڑیں جس کسی کے بچھو کاٹے اسکی دونوں آنکھوں میں ایک ایک دو قطرے ڈالدو درد کا نام نہ رہے گا۔

پھٹکڑی کی کھیل کو پانی میں حل کر کے عورت کی چھاتی پر لگا کر بچے کو دودھ پلاؤ بچے کی سخت سے سخت کھانسی دور ہو جائے گی۔

پھٹکڑی کی کھیل عرق کاسنی میں حل کر کے رکھ چھوڑو نکسیر والے کی ناک میں ڈالو اور قدرت خدا دیکھو۔

پھٹکڑی کی کھیل درد والے کان میں ڈال کر اوپر سے دو تین قطرے عرق لیموں کے ڈالدو فوراً صحت ہو گی۔

پھٹکڑی کی کھیل باری کے ہر قسم کے بخار والے کو بجائے میں دو رتی ڈال کر کھلائیں باری کانپ پہلی ہی دفعہ رک جائیگا۔ لیکن حاملہ عورت کو نہ دیں۔

پھٹکڑی کی کھیل کو برگ حنا اور زیرہ سفید کے پانی میں تین چار دن کھرل کر کے شیشی میں نگاہ رکھیں۔ یہ بڑی کام کی شے ہے۔ آنکھ کی ہر ایک بیماری اس سے دور ہو جائے گی اور آنکھ دکھنے کے بعد اگر آنکھ میں پھولا پڑ گیا ہو تو اس پھولے کو دور کرنے کے لیے اس سے زیادہ کوئی موثر دوا نہیں۔ پانی ہر دو اشیاء کا رات کا بھگو رکھنے سے حاصل کریں۔

وہمی قومی ترقی

سکھوں کا گورمکھی اخبار خاصہ سماچار اپنے ۲۴ جولائی کے نمبر میں لکھتا ہے کہ ہمنے بات بات پر قومی تقلید کو ضروری سمجھ لیا عیسائی مذہب کے آنے پر لوگ عیسائی ہونے شروع ہوئے اور ہندوؤں سے آریہ سماج اٹھا۔ جو انھیں کے نقش قدم پر چلا اور ہفتہ وار سماج لگنی شروع ہوئی اور سکھوں نے دیکھا دیکھی آٹھویں روز سبھا لگانی شروع کی،،

اب سوال ہے کہ ایسا کیوں کیا گیا۔ بات صاف ہے ہمارے وطنی دوستوں کے مذہبی کتابوں میں عبادت کے لیے انضباط و قانت نہیں ہے۔ اتفاق نہیں لیے انہوں نے دوسروں کی تقلید کو ضروری سمجھا۔ مگر ہم قربان جائیں پیارے اسلام پر جس نے اپنے پیروؤں کے لیے کسی دوسرے مذہب کا دست نگر نہیں بنایا بلکہ دوسرے مذاہب کے دست نگر ہیں جیسا اسلام ہر پہلو سے ایک اکمل دین ہے

جاٹ برہمن نہیں بن سکتا

آریہ سماج ہمیشہ اس بات پر زور دیتا چلا آیا ہے اور ون بھی دیش وغیرہ یہ من کرم سبھا بعض کے لحاظ سے ہیں۔ پیدائش کے لحاظ سے مگر عملی کسوٹی پر

آریہ سماج اصیر کبھی برہمن ہیں اور کے برہمنوں کی شادیاں جنم کے ہی ہاں ہوتی آئی ہیں اور کھشتریوں کی ہاں وغیرہ وغیرہ۔ مگر پلیٹ فارم آریہ سماج بھی آواز کے کہتا رہا ہے سبھاوہ سے ہی ہیں۔ ذات بنتے ہیں میں بھی اسکے خلاف آواز اٹھتی رہی ایک جاٹ دیادھر نامی اپنے آپکو آریہ سماج کے ایک دویالہ میں داخلہ اڑھائی سال اس دویالہ میں پڑھتا دویالہ سے خارج کیا گیا۔ کیوں؟ اپنے ۵ جولائی کے پرچہ میں لکھتا ہے اسکا پتا (والد) لینے کیلئے آیا تو اسکے پول کھلا۔ اور وہ آنا تھ آلیہ سے سمجھ کر نکالا گیا،،

اب صاف ظاہر ہے کہ جب ایک سال سنسکرت وغیرہ پڑھنے اور آریہ ہونے سے بھی برہمن نہیں ہو سکتا مسلمان یا عیسائی آریہ کیسے بن سکتا اور عیسائیوں کی نقل سے بڑھکر کیا رکھ سکتی ہے

ایک انگریز کو کس چیز نے اسلام پر گرویدہ کیا

کہ میں ایک برطانوی افسر ہوں اور میرا آئرلینڈ ہے۔ میں ابھی ابھی ہندوستان میں آیا ہوں۔ اگرچہ میں آئرلینڈ میں انگلینڈ میں رہتا ہوں مجھے ہمیشہ ایک خاص دلچسپی ہی اور فوج میں منسلک ہونے سے پیشتر میں کئی مطالعہ کرتا رہا۔ ..... مگر مجھے ذیل اوصاف نے خصوصیت کے اپنی طرف (۱) مسلمانوں میں رنگ و ذات پات نہیں ہے۔ حالانکہ صبیح اللون عیسا اس قسم کے امتیازات ہیں۔ تاریخ

KHILAFAT LIBRARY

یہ امتیاز جو اسلام کو حاصل ہے اس کا حصہ خاص ہے۔ (۲) ان مسلمانوں کی سیدھی سادہ زندگی جنکو مجھے ملنے کا اتفاق ہوا (۳) اسلام کی صاف سیدھی تعلیم دوسرے معبود کی پرستش نہیں ہے اور عملی طور پر نیک اعمال کرنا عالم کائنات سے انصاف پیش آنا۔ خواہ وہ حیوان ہیں۔ یا انسان یا فرشتے۔"

درحقیقت یہ اسلام کی وہ بے نظیر صفات ہیں جو دیگر ادیان پر اسے خصوصیت سے ممتاز کرتی ہیں۔

کیا بردہ فروشی کی اجازت ہے

آریہ پتر بریلی اپنے ۲۴ جولائی کے اخبار میں لکھتا ہے کہ

بھیونڈی پریپ ممبر جین مت شہر کے حوالہ سے لکھتا ہے کہ کاٹھیاواڑ میں ان دنوں ایسا بھیانک قحط پڑ رہا ہے جسکی وجہ سے دو ہزار کے قریب عورتیں بمبئی نگر میں برکار کے لیے فروخت کردی گئی ہیں۔

یہ تو درست ہوگا کہ دو ہزار عورتیں قحط کی وجہ سے تنگ آکر گھر بار چھوڑنے کے لیے مجبور ہوئی ہوں۔ مگر کھلے بندوں مویشیوں کی طرح ان لوں کی تجارت۔ سرکاری قانون کی صریح مخالفت ہے اور اگر بمبئی میں ایسا ہوتا تو گورنمنٹ ضرور دست اندازی کے لیے مجبور ہوتی اسلیے معلوم ہوتا ہے کہ آریہ پتر بریلی اور جین مت کے معلومات غلط فہمی پر مبنی ہیں۔

بد ہوا بواہ اور کانپور گزٹ

کانپور گزٹ ایک جوشیلا آریہ سماجی اخبار ہے جسنے اپنے کا یکم نمبر میں بحوالہ قاضی عزیز الدین صاحب احمد جوڈیشل سکریٹری ریاست دھولپور بدھوا بواہ پر بہت زیادہ زور دیا ہے۔ شاید قاضی صاحب تو ستیارتھ پرکاش سے ناواقف ہیں۔ مگر کانپور گزٹ کے آریہ سماجی ایڈیٹر نے بدھوا بواہ کی حمایت کرکے ستیارتھ پرکاش کی صریح مخالفت کی ہے کیونکہ سوامی دیانند صاحب ستیارتھ پرکاش چوتھا باب صفحہ ۱۴۱ استنداد و ترجمہ سوال نمبر ۱ میں بواہ میں کیا نقص ہے۔؟

جواب۔ ان عورت و مرد میں محبت کا کم ہونا کہ جب چاہے مرد کو عورت اور عورت کو مرد چھوڑ کر دوسرے کے ساتھ تعلق کرلینگے۔ دوسرا جب عورت کے مرنے پر یا مرد اپنی عورت کے مرنے پیچھے دوسرا بیاہ کرنا چاہیں تب پہلی عورت کی یا پہلے خاوند کی جائداد کو اڑا لے جانا اور انکے کنبہ والوں کا ان سے جھگڑا کرنا تیسرا بہت سے اچھے خاندانوں کا نام و نشان بھی مٹ کر انکی جائداد کا برباد ہو جانا۔

چوتھا پتی پوت اور استری برت دھرم میں کا بڑا ہو جانا اس قسم کے نقصوں کے سبب دو جون میں پنر بواہ یا ایک سے زیادہ بواہ کبھی نہ ہونے چاہئیں۔

صفحہ ۱۴۸ میں آخری فیصلہ سوامی دیانند دیتے ہوئے لکھتے ہیں کہ ہم لکھ آئے ہیں کہ دو جون میں عورت مرد کا ایک ہی بار بیاہ ہونا ویدی آدی شاستر میں لکھا ہے۔ دوسری بار نہیں۔

آریہ سماجی بزرگ لالہ جیونداس کی وفات

افسوس کہ مشہور آریہ سماجی بزرگ لالہ جیونداس پنشنر کا ۱۹ جولائی گزشتہ کو ڈیرہ دون سے لاہور آتے ہوئے راستہ میں انتقال ہوگیا۔ آپ آریہ سماج کے پہلے سکریٹری اور سوامی دیانند کے مشہور شاگرد تھے۔ آپ ہی نے ایک دوا در اصحاب کے ساتھ ملکر سوامی دیانند کو پنجاب میں لائی۔ آپ آریہ سماج کے لٹریچر سے اعلیٰ واقفیت رکھتے تھے۔ اور اندھا دھند پیروی کے قائل نہ تھے۔ آپنے سوامی دیانند کے تھاش اور ستیارتھ پرکاش سے کئی فاش غلطیاں نکال کر بذریعہ اخبارات آریہ سماجی پبلک کے پیش کیں۔ نیوگ کے مسئلہ کے خلاف سب سے پہلے آپ ہی نے آریہ سماج میں آواز بلند کی آخری عمر میں آریہ سماج کے بہت سے اصولوں کے مخالف بن گئے۔ اور آپنے کھانسی خوری یا دیہٹر ین ازم کے خلاف نہایت مدلل اور زوردار اعتراضات اخبارات میں کیے اور گوشت کھانا شروع کردیا۔ آریہ سماج سے معقول پسند شخص کا گذر جانا واقعی قابل افسوس ہے (لائل گزٹ)

نور یہ لالہ جیونداس وہی بزرگ ہیں جنکا تقریباً گیارہ ماہ ہوئے چکا ایک مبسوط آرٹیکل ستیارتھ پرکاش پر نکتہ چینی کے متعلق نور میں شائع ہوا تھا۔

گویا وہ شخص جو سوامی دیانند کے وقت میں لیکچروں کو سنتا رہا اور اسکے خیال میں بھی موجودہ ستیارتھ پرکاش ماننے کے قابل نہیں ہے اور وہ سمجھتا ہے۔ کہ موجودہ ستیارتھ پرکاش میں اتنی ملاوٹ ہے کہ وہ رات دن اسکے شدھ کرنے میں لگے رہے۔ پھر بھی ٹھیک نہ ہوسکی۔ یہ سوال آریہ سماج سے صرف اتنا ہے کہ پہلی ستیارتھ پرکاش جو خود سوامی دیانند نے اپنی زندگی میں چھپوائی۔ اس سے بھی ملاوٹ ہوئی اور دوسری دفعہ جو سوامی جی کے بعد بنی اس میں بھی ملاوٹ ہوئی۔ اب کونسی ستیارتھ پرکاش ہے جو اصلی ہے۔ گویا اصلی ستیارتھ پرکاش نہ تھی اور نہ ہے اور حیرت اس بات کی ہے۔ کہ اس امر کا پتہ نہ دیا گیا اور نہ دیا جا سکتا ہے کہ ستیارتھ پرکاش میں ملاوٹ کس سنہ کردی۔ اگر سماجیوں میں حوصلہ ہے تو اس سوال کو حل کریں۔ ورنہ حقیقت یہ ہے کہ ستیارتھ پرکاش میں ملاوٹیں اتنی ہیں کہ لالہ جیوندا اس آریہ سماج کے بتانے رات دن اس کا شدھ کرتے ہوئے بھی ٹھیک نہیں کرسکے۔

دیگر اقوام کے یتیم خانے

آریہ گزٹ اپنے ۹ ساون کے نمبر میں لکھتا ہے کہ ایکیلے یتیم خانہ فیروزپور نے ہی جب سے یہ جاری ہوا ہے۔ ساٹھ ہزار یتیم بچوں کو داخل کیا ہے اور پھر اسوقت بھی اس یتیم خانہ میں چھوٹے سے چھوٹے ایکسال کے بچے بھی لیکیے گئے ہیں۔ اور انکی پرورش اور خبرگیری کے لیے کوئی دقیقہ باقی نہیں چھوڑا گیا دودھ کے لیے گائیں اور کھلانے کے لیے دایہ مہیا کی گئیں۔

بیشک کام کرنے کا یہی طریقہ ہے ایکسال کے بچہ کے پرورش کے لیے بسا اوقات قریبی رشتہ دار بھی گھبراتے ہیں تو اس یتیم خانہ میں انکے لیے بھی جگہ ہے۔

ہندو سماج میں طلاق کا ایک عجیب دستور

ملک برہما میں طلاق کا ایک عجیب دستور ہے جب میاں بیوی ایک دوسرے سے ہمیشہ کے واسطے علیحدہ ہونا چاہتے ہیں یعنی طلاق لینا چاہتے ہیں تو وہ اپنے گھر کا دروازہ بند کرکے باہر بیٹھ جاتے ہیں اور ایک موم بتی لیکر جلاتے ہیں جسکی بتی پہلے جلکر ختم ہو جاتی ہے وہ پہلے اس جگہ سے اوٹھ کھڑا ہوتا ہے۔ اور ہمیشہ کے واسطے گھر سے رخصت ہو جاتا ہے۔ وہ گھر سے کپڑا تک نہیں لیتا صرف ان ہی کپڑوں میں گھر سے نکل جاتا ہے۔ جو اس نے پہنے ہوئے ہیں۔ گھر کا مالک وہی شخص ہوتا ہے جسکی بتی پہلے ختم ہو جاتی ہے۔

مُردے کا جلانا اور باوا صاحب

اب دیکھنا یہ ہے کہ مردے کے جلانے کے متعلق باوا نانک صاحب کیا فتوی دیتے ہیں۔ یعنی حضرت باوا صاحب مُردے کے جلانے کے حامی ہیں یا مسلمانوں کی طرح دفنانے کے۔ ہم نے بالکل خالی الذہن ہو کر اس مسئلہ پر غور کیا ہے۔ تو ہم اس نتیجہ پر پہنچے ہیں کہ حضرت باوا نانک صاحب دفنانے کے حامی ہیں۔ جلانے کے قطعاً نہیں۔ اسلئے متعلق جب ہم گرنتھ صاحب اور جنم ساکھی وغیرہ کی ورق گردانی کرتے ہیں تو اس میں یہ لکھا پاتے ہیں باوا صاحب گرنتھ صاحب میں فرماتے ہیں ؎

دنیا مقام فانی تحقیق دل وانی ✦
مم سر موء ز رائیل گرفتہ دل ہیچ نہ دانی۔
زن پسر پدر برادراں کس نیست دستگیر
آخر بیفتیم کس ندارد چوں شود تکبیر

باوا صاحب فرماتے ہیں۔ دنیا فنا کا مقام ہے یہ تحقیقی امر ہے۔ اسکو دل سے سمجھو۔ میرے سر کے بال عزرائیل کے ہاتھ میں ہیں اے دل تجھے کچھ بھی خبر نہیں۔ اسوقت۔ عورت۔ لڑکا باپ بھائی کوئی دستگیری نہیں کرے گا۔ آخر جب نماز جنازہ پڑھی جائے گی تو میں بیکس ہو کر گرا ہوا ہوں گا ✦

اب تکبیر کا لفظ صاف اور واضح ہے ہر ایک جانتا ہے کہ تکبیر انہیں پر پڑھی جاتی ہے جنکا جنازہ پڑھا جاتا ہے۔ اور جنازہ اسی کا پڑھتے ہیں۔ جو دفنایا جاتا ہے۔ ابھی بس نہیں اور لیجئے۔ جنم ساکھی کلاں صفحہ ۲۲۶

داغ پوتر دھرتری جو دھرتی ہوئے سمائے
تال کے نکٹ نہ آوسی دوزخ سندی بھائے

باوا صاحب فرماتے ہیں کہ جو لوگ داغ سے پاک ہو کر قبر میں جاتے ہیں۔ انکے نزدیک دوزخ کی ہوا تک نہیں آتی ✦

اب بتلائیے! ان واضح اور بین اثبات کی موجودگی میں کون انکار کر سکتا ہے۔ کہ باوا صاحب مردے کے دفنانے کے حامی نہ تھے۔ خود باوا صاحب کا اسوہ اس امر کا بین شاہد ہے کہ آپ کی نعش جلائی نہیں گئی ✦ پھر حضرت باوا صاحب جنم ساکھی بھائی بالا صفحہ ۱۵۴ - ۱۵ سطر پر فرماتے ہیں ✦

KHILAFAT LIBRARY

مرے وچارا ہندو دوہ آگے دیں جلائے
جلیں ہو گئی بھسمنڑی پونا کھڑے اوڈائے
پڑھ کے دیکھہ قرآن نوں کس نوں دیوے نرائے
سو..... جو بہتا کھاندا تائے۔

اس جگہ ہم خود کچھ نہیں کہنا چاہتے۔ حضرت باوا صاحب کا جلانے اور دفنانے کے متعلق فتوی صاف ہے سب سے بڑھکر حضرت صاحب کی نعش جلائی نہیں گئی۔ اسی سے حضرت باوا صاحب کا عقیدہ سمجھ لو ✦ جب کہ ہم پختہ دلائل سے باوا نانک جی کی ہندو مذہب سے علیحدگی ظاہر کر چکے ہیں تو اب طبعاً ہر ایک منش کے دل میں یہ خیال پیدا ہوتا ہے کہ ایسے شخص کی موت پر کیا ظاہر ہوا ہو گا۔ کیونکہ یہ صاف ظاہر ہے کہ جس آدمی نے اپنے آبائی مذہبی عقیدہ سے ہاتھ دھو لئے ہوں اور پراچین عقائد اور خیالات کو خیرباد کہہ دی ہو تو ضرور ہے اسکی موت بھی ان مذہبی رسم ورواج سے علیحدہ ہو۔ ورنہ وہ آدمی جس کے دل میں وہی پراچین خیالات سمائے ہوئے ہوں۔ اور اپنی قوم کے پرانے عقیدہ پر کاربند ہو۔ اور اسی پر اسکا انتقال ہو تو اسکے لیے آخیر وقت پر ہر ایک خویش بیگانہ اس بات کو معلوم کر لیتے ہیں کہ اس کا اپنے قوم کے مذہب پر خاتمہ ہوا ہے اس حالت میں اگر غیر مذہب کے آدمی مزاحم ہوں کہ یہ شخص ہمارے مذہب کا پیرو تھا اسکی لاش ہمارے حوالے کی جاوے۔ تاہم اپنے رسم ورواج کے مطابق اسکا جنازہ پڑھیں اور اسے دفن کریں۔ یا جو کچھ مذہبی امور ہوں اسے بجالائیں۔ تو انکی وہ بات نہایت استعجاب کا موجب ہو گی۔ تعجب نہیں کہ استعجاب کی حالت میں اکثر وہ قوم اپنے گستاخ اور بے ادب فریق ثانی کو مار پیٹ کر کے نہایت ذلت سے سزا دیں کیونکہ بات صرف اسی متوفی کی ذات پر محدود نہیں رہتی۔ بلکہ اس قوم کی سبکی اور بے عزتی کا باعث ہوتی ہے اور اس میں اس مذہب کی توہین بھی متصور ہے۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ آیا باوا صاحب کی وفات پر کوئی ایسا واقعہ پیش آیا ہے۔ یا نہیں۔ اگر پیش آیا ہے تو قوم کے بزرگوں نے اسوقت کیا راہ اختیار کی۔ تو اس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ ان کی وفات پر ہندو اور مسلمانوں کا جھگڑا ہوا تھا۔ ہندو باوا صاحب کی نعش کو جلانا چاہتے تھے۔ مگر مسلمان جنازہ پر ٹھہر کر دفن کرنا چاہتے۔ آخر اس اصرار اور تکرار نے یہاں تک طول کھینچا کہ دونوں فریق میں جنگ تک کی نوبت پہنچی تمام ہندو اور مسلمان بلکہ بعض انگریزی مورخ بھی اس بات پر متفق ہیں کہ مسلمانوں نے نہایت زور کے ساتھ دعوی کیا کہ باوا صاحب ہم میں سے تھے۔ ان کی نعش ہمارے حوالہ کی جاوے کہ ہم اسلامی قاعدہ کے مطابق ان کا جنازہ پڑھکر دفن کریں۔ پھر تعجب یہ ہے کہ باوا صاحب کے قوم کے بزرگوں میں۔ جنکے سامنے یہ دعوی پیش ہوا تھا۔ کوئی بھی اسکا رد نہ کر سکا۔ کہ ایسا دعوی کیوں کیا جاتا ہے۔ کا ہے کو خواہی نہ خواہی باباجی کو مسلمان بنایا جاتا ہے۔ بلکہ قوم کے بزرگوں اور دانشمندوں نے۔ بجائے رد کے یہ بات پیش کی کہ باوا صاحب کی نعش چادر کے نیچے سے گم ہو گئی ہے۔ اب ہندو اور مسلمان نصف چادر لیکر اپنی رسومات ادا کریں۔ چنانچہ مسلمانوں نے نصف چادر لے کر اسپر نماز جنازہ پڑھی اور دفن کر دیا۔ اسجگہ ایک بہت معرفت کے شکتہ کا پتلا ہے گرنتھ صاحب میں ایک شعر ہے۔ جس میں باباجی نے بطور پیشگوئی کے اپنا جنازہ پڑھا جانے کے لیے فرمایا ہے۔ جیسا کہ وہ فرماتے ہیں ؎

دنیا مقام فنا ہ فانی تحقیق دا لدانی
مم سر موء مرائیل گرفتہ دل ہیچ نہ دانی
زن پسر پدر برادراں کس نیست دستگیر
آخر بیفتیم کس ندارد چوں شود تکبیر

یعنی دنیا فنا کا مقام ہے۔ یہ تحقیقی امر ہے اسکو دل سے سمجھ میرے سر کے بال عزرائیل کے ہاتھ میں ہیں۔ اے تجھے کچھ بھی خبر نہیں عورت لڑکا باپ بھائی کوئی بھی دستگیری نہیں کرے گا۔ جب تکبیر یعنی نماز جنازہ میرے پر پڑھی جائیگی تو میں اسوقت بیکس ہونگا۔ اور بیکس ہو کر گرا ہوا ہونگا۔ اب تکبیر کا لفظ صاف ہے اور ہر ایک جانتا ہے کہ تکبیر ان کے لیے ہوتی ہے۔ جنکی نماز جنازہ پڑھی جاتی ہے۔ اس جگہ ایک اور بات کا بھی پتہ ملتا ہے۔ کہ باوا صاحب بھی مسلمانوں کی رعایت کرنا چاہتے تھے۔ ورنہ کیا ضرورت تھی کہ انکا جسم گم ہوتا۔ سو جسم اسلیے گم ہوا کہ ہندو انکی نعش پر قابض نہ ہوں۔ قوم کے بزرگوں کا نہایت خوشی اور رضامندی سے چادر کا

نصف ٹکڑا الغرض جنازہ پڑھنے اور دفن کرنے مسلمانوں کے حوالے کر دینا انکی یہ عملی کارروائی صاف شہادت دیتی ہے کہ وہ بدل و جان اس بات پر راضی ہو گئے۔ کہ اگر مسلمان لوگ باوا صاحب کو مسلمان ثابت کرتے ہیں۔ تو انکا اختیار ہے کہ انکو مسلمان سمجھیں۔ اور جنازہ پڑھیں۔ نہ صرف راضی ہوئے بلکہ نصف چادر حوالے کر کے جنازہ پڑھنے کی ترغیب بھی دی۔ اگر باوا صاحب مسلمان نہ ہوتے تو بقدر باوا صاحب کے قوم کے بزرگ جانشینوں اور دوستوں میں وہاں بیٹھتے تھے اور جنھوں نے ان کے پاس جاکر یہ جھگڑا کیا تھا کہ باوا صاحب مسلمان تھے اونکی نعش ہمیں دیدو۔ تاکہ ہم اپنے طریقے کے مطابق اونکی گور منزل کریں۔ تو وہ لوگ ضرور آنکھیں جبلی کٹی سنانے۔ مگر وہ بالکل ناراض نہ ہوئے اور کسی نے اٹھکر یہ نہ کہا کہ نالائقو بے وقوفو بے ایمانو بے ادبو!!! آنکھ کے اندھو!!!! یہ تم کیسی بڑھ ہانک رہے ہو۔ کہ باوا صاحب مسلمان تھے۔ بلکہ وہ اسوقت تک بولے نہیں اور بغیر کسی قسم کی چون چرا اور صبر محبت سے نصف چادر کا ٹکڑا بخوشی جنازہ اور دفن کرنے کے مسلمانوں کے حوالہ کر دیا۔

اب ہم مناسب سمجھتے ہیں کہ باوا صاحب کی وفات پر جو مسلمانوں اور ہندوؤں کا جو جھگڑا ہوا تھا اسکو بھائی بالا والی جنم ساکھی سے اقتباس کر کے نقل کریں سو وہ عبارت یہ ہے (دیکھو جنم ساکھی بھائی بالا والی صفحہ ۶۱۷) خدا تعالیٰ نے نانک جی کو اپنے وجود میں لیا۔ یعنی باوا صاحب فوت ہو گئے تب وہاں مجلس میں شور پڑ گیا۔ سب اکٹھے ہو کر غم کرنے لگے۔ اتنی میں باوا صاحب کے مرید جو پٹھان تھے وہ کہنے لگے کہ ہم باوا جی کا دیدار کرینگے تو ہندوؤں نے کہا کہ بھائی اب تمہارا وقت نہیں۔ تب پٹھانوں نے کہا کہ وہ ہمارا پیر ہے اور ہم ضرور اسکی زیارت کرینگے۔ اور جو پیروں کے مسلمان رسومات ادا کرتے ہیں وہ ہم کرینگے۔ تب ہندو اور مسلمان کا جھگڑا بڑھ گیا۔ ہندو کہتے تھے کہ ہم باوا جی کو دیکھنے نہیں دیں گے۔ مسلمان کہتے تھے کہ ہم دیکھکر چھوڑیں گے۔ جب بہت فساد ہوا۔ تو پٹھانوں نے کہا کہ ہم تجہیز و تکفین اور جنازہ وغیرہ سب رسومی اسلامی ادا کرینگے۔ تب اچھے لوگوں نے درمیان ہو کر کہا کہ ذرا اندر چلکر دیکھو۔ جب اندر جاکر دیکھا تو معلوم ہوا کہ وہاں فقط چادر ہی پڑی ہے۔ تب دونوں گروہوں کا جھگڑا فیصلہ ہو گیا۔ جسقدر سکھ سیوک تھے سب اللہ اللہ کر اٹھے۔ اور صفتیں کرتے تھے کہ باوا صاحب آپ دھن ہیں۔ سب کہتے تھے ظاہر ظاہر مظہر الکی تھے

اونکی قدرت لکھی نہیں جاتی۔ اور ہم نے کچھ عبارت نہیں اور مسلمان بھی باوا صاحب کا معجزہ [illegible] کہ کیا ہی وہ قادر خدا ہے اور کیا اچھا باوا نانک تھا۔ جس کی لکھی نہیں گئی سب ہندو مسلمان کو اپنے تاردیا۔ پھر ایک چادر کو سر ھی پر رکھکر چکھا میں بلا دی اور مسلمانوں آدھی چادر دفن کر دی۔ اور دونوں فریقوں نے آپ اپنے رسم کے موافق تجہیز و تکفین کیا یعنی اپنے مذہبی واجبی جنازہ وغیرہ بجالائے۔ اور باوا صاحب مع جسم کے دو کئے گئے اور ایک سکھ کا نام بڈھا تھا باوا نانک صاحب فوت ہونے کی کتھا انگد صاحب اور بالا صاحب اور مجمع کے حضور سنائی۔" یہ تو وہ بیان ہے کہ جو بھائی بالا زبانی گورو انگد کی جنم ساکھی میں مذکور ہے۔ مگر جہاں تک ہمارے دریافت ہے اصل کوئی مسلمان مرید باوا صاحب کی نعش کو لیگیا تھا مسلمانوں میں ایک جھوٹی قبر بنانا اور صرف کپڑا دفن کرنا۔ اور اوسکو قبر سمجھنا۔ ایک فریب اور گناہ داخل میں ہے۔ جو شریعت اسلام میں کسی طرح نہیں مسلمان ہرگز ایسا نہیں کر سکتے۔ اور اگر صرف چادر ملتی تو وہ تبرک کے طور اپنے پاس رکھ چھوڑتے پنجاب میں کل حنفی مذہب کے مسلمان تھے اور حنفی مذہب روسے بجز حاضر نعش کے نماز جنازہ درست نہیں ہے

باوا نانک رحمۃ اللہ علیہ کا مذہب

WHILAFAT LIBRARY

بالکل نئی اور قطعی تحقیقات اور ایڈیٹر نور کی تازہ ترین تصنیف ہے یہ کتاب کیا ہے؟ سمجھو دریا کو کوزہ میں بند کر دیا ہے اسکے قبل سکھ مذہب کے متعلق کوئی ایسی نادر کتاب شائع نہیں ہوئی یہ قابل قدر تصنیف صدیوں کے بچھڑے ہوئے نانک پنتھیوں اور سکھ دوستوں کے نام گلے دور کر کے گلے ملانیوالی ہے یہ کتاب مذہبی لٹریچر میں ایک نادر اور مفید ترین اضافہ ہے مجھے اس کتاب کے تیار کرنے میں اتنی ہی خوشی ہوئی ہے جتنی کہ ایک بیمار کو تندرست ہونیکے اور ایک غریب کو دولت ملنے کی اور ایک کسان کو وقت پر بارش ہونے کے اور ایک عجز نیاز کو فتح پانے کے بعد جس قدر خوشی حاصل ہوتی ہے۔ اس کتاب کے تیار کرنے کیلئے بلا مبالغہ مجھے پانچ سو سے زیادہ اوراق پر دیدہ ریزی کرنی پڑی اس کتاب کے دو سو صفحہ فہرست مضامین پر نظر ڈالنے سے ہی آپ پکار اٹھینگے کہ بیشبہہ اسکی تیاری کے لیے کمال محنت اور دیدہ ریزی سے کام لینا پڑا ہے۔

لکھائی۔ چھپائی۔ کاغذ نہایت ہی اعلےٰ قیمت صرف

مجلد عہ بلا جلد ۲ عہ

سوانح عمری باوا نانک رحمۃ اللہ علیہ

شروع سے آخیر تک باوا نانک کی زندگی کے حالات نیز اس کتاب میں نہایت ہی وضاحت اور صراحت سے اس امر کو ظاہر کیا گیا ہے کہ حضرت باوا نانک صاحب راسخ الاعتقاد مسلمان ولی اللہ تھے سکھ مذہب سے واقفیت حاصل کرنے کے لیے اور سکھ مذہب میں تبلیغ کے واسطے بہت ہی مفید کتاب ہے قیمت ۱۲ر

فتح مبین

ایڈیٹر نور کا ایک مشہور آریہ پنڈت سے مباحثہ زبردست جس میں آریہ پنڈت کو اپنے موںھ سے اپنی شکست فاش کا اعتراف کرنا پڑا اور سکھ صاحب نے بھی اس حق میں گواہی دی۔ آریہ مذہب سے واقفیت حاصل کرنے کے لیے نہایت ہی مفید کتاب ہے قیمت ۱ر

گورو کی بانی

ایک ایم۔ اے پروفیسر کے جواب میں کہ باوا صاحب ہندو مذہب سے دور اور اسلامی نور سے بھرپور اسکی خوبی اس سے ظاہر ہے کہ ہندوستان کے بیس چوٹی کے اخبارات نے خاکسار ایڈیٹر نور کے حق میں گواہی دی قیمت صرف ۱ر

نور اسلام

ایک نومسلم عیسائی کی تصنیف ہے جس میں اس نے اپنے قبول اسلام کی وجوہات اور مسیحی مذہب پر اسلام کی فضیلت اور برتری کھلا ہے۔ قیمت ۵ر

بھارت برکش

دھرمپال کے نخل اسلام کا جواب اس مذہب کے متعلق نہایت ہی مفید ہے۔ دریا کو کوزہ میں بند کر دیا ہے۔ قیمت ۸ر

فتح یزداں

ایک دھریہ کے جواب میں نہایت مفید اور معرکۃ الآرا کتاب دلچسپ نکات سے لبریز ہے۔ قیمت ۸ر

تدبیر

تدبیر و تقدیر پر نہایت معرکۃ الآرا مکالمہ اس نازک مسئلہ پر اس قدر نازک خیالی سے کام گیا ہے کہ بے اختیار واہ واہ منہ سے نکل جاتا ہے قیمت

دھرم کی کسوٹی

مشہور و معروف آریہ سوامی دیانند کے اسلام پر چودہ سوالوں کا مکمل اور مفصل جوابات پڑھنے کے قابل۔ قیمت ۱ر

حضرت مسیح کی آمد ثانی

ایک عیسائی نومسلم مسیحی آمد ثانی کے متعلق قابل دید تصنیف ہے قیمت ...

ملنے کا پتہ

منیجر اخبار نور قادیان دارالامان ضلع گورداسپور

(باہتمام شیخ محمد نصیب صاحب مینیجر پریس قادیان شیخ محمد یوسف کے لئے چھپکر شائع ہوا)